رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ — ہو نبیذ بیشار عسىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ لاہور

خطبہ نمبر ۲۰ — ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

یوم پنجشنبہ

شرح چندہ: سالانہ ۲۲ روپے — ششماہی ۱۳ — سہ ماہی ۷ — ماہوار ۲ — فی پرچہ ۱/

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

جلد ۳۹/۵ — ۵ وفا ۱۳۳۰ ہش — ۵ جولائی ۱۹۵۱ء — نمبر ۱۵۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ از ۳ جولائی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت اچھی ہے الحمد للہ۔

اختتام درس القرآن پر دعا

ربوہ ۴ جولائی۔ ناظر تعلیم و تربیت نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے۔ کہ ۲۹ رمضان المبارک کو بعد نماز عصر درس القرآن ختم ہوگا۔ جس میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دعا فرمائیں گے

حضرت نواب سیدہ ولی اللہ شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ کو گو پہلے سے افاقہ ہے۔ لیکن ابھی تک کامل صحت نہیں ہوئی احباب موصوفہ کی صحت کاملہ کیلئے دعاؤں میں یاد رکھیں

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

تو نے خدائے ہادی برحق کی طرف سے مامور
بدعتوں کو جلا دیا اور راہ کو سیدھا
تو لوگوں کو خواہشات نفس سے چھڑانے آ
پس آفرین ایسے نبی پر جس نے دنیا کو ہلاکت سے بچا
تیرے قدم خدا کی عبادت میں کھڑے کھڑے
تیرے جیسا عابد ہم نے کوئی نہیں
تو نے بڑے زور سے لوگوں کو دین قویم کی طر
اور جب دین کی عمارت پختہ ہو تو دنیا بھی
خدا نے تجھکو اپنے فضل کے نشانوں کے ساتھ
تاکہ تو اسلام کو دشمنوں کے فتنہ سے بچا

(ترجمہ کرامات الصادقین)

پاکستان کی طرف سے شام کو مدد کی پیشکش

دمشق ۴ جولائی۔ شامی وزیر خارجہ مسٹر عمر بہاء الامیری نے یہاں سٹاف کے خصوصی کو بتایا کہ یہودیوں نے اسرائیل سے حملوں کا سلسلہ شروع کیا۔ تو حکومت پاکستان نے ان سے دریافت کیا کہ وہ بتائیں اس کے لئے شام کی کیا ضروریات ہیں۔ آپ نے کہا کہ پاکستان اور عرب ملکوں کے درمیان اسلامی بلاک کے قیام میں ممد ہوگا۔

امریکی حبشی امتیازی سلوک کے خلاف دعوے دائر کرینگے

واشنگٹن ۴ جولائی۔ امریکہ کے حبشی کی مساوی حقوق کی دفعہ کے تحت ان پابندیوں کو ختم کرنے کے لئے جو ان پر بعض علاقوں میں ہیں متعدد قانونی دعوے دائر کرنے والے ہیں۔ جماعت حبشیوں کی ایک کانفرنس میں اس امر کا اعلان کیا کہ پہلا قانونی دعویٰ اس غرض سے دائر کیا جائیگا کہ حبشی بچوں کو بھی ان سکولوں میں پڑھنے کی اجازت دیجائے۔ جس میں گورے بچے پڑھتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہسپتالوں اور دوسرے مقامات کے خلاف دعوے جہاں حبشیوں سے امتیازی سلوک کیا جاتا

لاہور میں نماز عید

سید احمد حسین صاحب نے جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے حسب ذیل اطلاع بغرض اشاعت ارسال کی۔ نماز عید بمطابق فیصلہ احباب جماعت منٹو پارک میں صبح ۸ بجے مورخہ ۶ جولائی بروز جمعۃ المبارک ادا کی جائے گی۔ اگر بارش ہو۔ تو تعلیم الاسلام کالج میں نماز پڑھی جائیگی۔ احباب جماعت مطلع رہیں

تخریبی کارروائیوں کے انسداد کیلئے ایرانی فوج اباداں کے تیل کے کارخانوں پر قبضہ کرلیگی

طہران ۴ جولائی۔ ایرانی وزارت جنگ نے اعلان کیا ہے کہ تخریبی کارروائیوں کی روک تھام کے لئے ایرانی فوج جلد ہی اباداں کے تیل کے کارخانوں پر قبضہ کرے گی۔ یہ بھی بتایا گیا ہے۔ جنوبی ایران میں ایرانی فوج کی نفری میں مزید اضافہ کر دیا جائیگا۔ ایک اطلاع کے مطابق کل صاف شدہ تیل کا سب سے بڑا تالاب کلیتہً بھر گیا جس کی وجہ سے سرکاری طور پر اسے بند کر دیا گیا ہے۔ سابق کمپنی کے ایک ترجمان نے بتایا کہ اگر تیل کی پیداوار میں مزید کمی نہ کی گئی۔ تو اباداں کے تیل صاف کرنے کے کارخانے کو آئندہ دس دن تک بند کر دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ تیل کی پیداوار میں پہلے ہی پچاس فی صدی کمی کی جا چکی ہے۔

لندن ۴ جولائی۔ آج برطانی حکومت کے ایک ترجمان نے بتایا کہ برطانیہ نے ایران کے تیل کے چشموں پر کام کرنے والے تمام برطانی ملازموں کو نکال لینے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ برطانیہ نے یہ فیصلہ امریکہ کے مشورے پر کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں اباداں میں تیل کے کارخانوں کے جنرل منیجر مسٹر ڈریک نے جو بیان برطانی کابینہ کو دیا تھا۔ اس میں بھی یہ تجویز کیا تھا۔ کہ فی الحال ایسے تمام ملازموں کو واپس نہ بلایا جائے۔ خواہ بعض ٹیکنیکل دشواریوں کے باعث تیل کے کارخانے بند ہی کیوں نہ کرنے پڑیں۔ اور ایسا ممکن ہے کہ بعد میں تصفیہ کی بھی کوئی صورت نکل آئے۔

معلوم ہوا ہے کہ اباداں میں تیل بردار جہازوں کے کپتانوں کی نئی رسیدوں پر دستخط کرنے سے انکار پر پھر تعطل پیدا ہو گیا ہے۔ برطانیہ اس کے تصفیہ کی تجویزوں پر غور کر رہا ہے۔ یہ پتہ چلا ہے کہ پچھلے دنوں ڈاکٹر مصدق سے جب امریکی سفیر ملے تھے تو انہوں نے بھی ایک صورت تصفیہ کی بیان کی تھی۔ لیکن ابھی تک اسکی تفاصیل سامنے نہیں آئیں۔

طہران ۴ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ ایران نے اپنے تاجروں کو برطانی کروزر کے لئے سامان خورد و نوش بہم پہونچانے کی ممانعت کر دی ہے۔ برطانی کروزر ماریشس اسوقت اباداں کے قریب عراق کے سمندر میں کھڑا ہے۔ اور ایک اطلاع کے مطابق اس میں کھانے کا سامان اور پینے کا پانی ختم ہو رہا ہے

واشنگٹن ۴ جولائی۔ جب سے اباداں کے کارخانوں سے تیل کی سپلائی میں کمی واقع ہوئی ہے۔ برطانیہ نے بعض امریکی آئل کمپنیوں سے معاری تعداد میں تیل کی خرید شروع کر دی ہے۔ یہ تیل وہ تیل بردار جہاز لائینگے جنہیں اباداں سے واپس بلا لیا گیا ہے

کوریا میں متارکہ جنگ کی ابتدائی بات چیت

۸ تاریخ کو شروع ہو جائیگی

ٹوکیو ۴ جولائی۔ جنرل رجوے نے کمیونسٹوں کی تجویز کے مطابق جنگ کوریا کو بند کرنے کے لئے عارضی صلح کی ابتدائی بات چیت ۸ تاریخ کو کیسانگ میں شروع ہو جائے گی۔ یہ تجویز جو جنرل رجوے کے اس پیشکش کے جواب میں بھیجی گئی ہے۔ کہ بات چیت کل یا جس قدر جلد ممکن ہو شروع ہو جائے آج پیکنگ اور پیونگ یانگ کے ریڈیو سے نشر کی گئی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق جنرل رجوے کے ہیڈ کوارٹر پر کمیونسٹوں کی طرف سے تحریری جواب بھی موصول ہو گیا ہے۔ جس پر شمالی کوریا کے کمانڈر انچیف وزیر اعظم اور چینی رضا کار فوجوں کے کمانڈر کے دستخط ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ جنرل رجوے کمیونسٹوں کی یہ تجویز مان لیں گے۔ اور اغلباً بات چیت ۸ تاریخ کو کیسانگ میں شروع ہو جائیگی۔

پشاور ۴ جولائی۔ حکومت پاکستان نے صوبہ سرحد میں ہری پور ہزارہ کے مقام پر تار اور ٹیلیفون کا سامان تیار کرنے کا ایک بہت بڑا کارخانہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس سلسلے میں سروے کا کام شروع ہو گیا ہے

حیدرآباد سندھ ۴ جولائی۔ راولپنڈی کے مقدمہ سازش کی سماعت کے سلسلے میں سابق بریگیڈیر لطیف کے وکیل نے استغاثہ کے پہلے گواہ پر جرح جاری رکھی۔ خاص عدالت نے ملزموں کو عید کے دن نماز عید ادا کرنے اور اپنے اعزہ و اقارب سے ملنے کی خاص رعایت دی ہے۔ ملاقات کا وقت ۲ گھنٹے تک کا ہوگا۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

روزنامہ — الفضل — لاہور
۵ جولائی ۱۹۵۱ء

دوسروں کے حق کو ان کے حق سے زیادہ ادا کرو

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ میں فرمایا ہے:۔

"انسان غریبوں مسکینوں اور کمزوروں سے محبت اور پیار سے پیش آتا ہے۔ ان کی خبر گیری کرتا ہے۔ دنیا میں وہی قومیں ڈٹ کر مقابلہ کیا کرتی ہیں۔ جن کے افراد کو یہ پتہ ہوتا ہے۔ کہ ان کی قوم میں ایثار اور قربانی کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور انکے مرنے کے بعد ان کے بیوی بچوں کو تکلیف نہیں ہوگی۔ جس سپاہی کے دل میں یہ یقین پایا جائے۔ وہ خوشی سے لڑائی میں جان دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرے مرنے کی وجہ سے میرے بچوں کا ایک باپ مارا جائے گا۔ لیکن میں اپنے پیچھے ان کے ہزار باپ چھوڑ رہا ہوں۔ جو مجھ سے کم محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ اس یقین کی وجہ سے اس میں جرأت پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ موت سے کھیل جائے گا۔ لیکن اگر ایک قوم غریبوں اور یتیموں کی خبر گیری نہیں کرتی۔ تو اس کا کوئی فرد جب لڑائی میں جائیگا تو اپنی موت کا خیال کر کے کانپ جائیگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میرے بیوی بچوں سے وہی سلوک ہوگا۔ جو میں دوسروں کے بیوی بچوں سے ہوتا دیکھ آیا ہوں۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ بزدل ہو جائے گا۔"

(الفضل ۲۷ جون ۱۹۵۱ء)

پھر اسی ضمن میں آپ نے آگے چل کر فرمایا ہے۔

"پس تم کو ایثار و قربانی کا مادہ پیدا کرنا چاہئیے۔۔ بجائے اس کے کہ تم ایک دوسرے پر ظلم کرو۔ تم میں یہ مادہ ہونا چاہئیے کہ تم ایک دوسرے کے حق کو اس کے حق سے زیادہ ادا کرنے کی کوشش کرو۔"

قوموں کی ترقی کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قوم کے تمام افراد اس طرح ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا وہ "بنیان مرصوص" ہیں۔ ایک ٹھوس سیسہ پلائی ہوئی عمارت بن جاتے ہیں۔ ایک واحد چٹان میں کا ہر ذرہ باہم پیوست ہوتا ہے۔ ایسی قوم کو خواہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو زمانے کے طوفان باد و باراں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ اس کا ہر فرد فرد نہیں ہوتا بلکہ ساری قوم کے ساتھ وہ اور ساری قوم اس کے ساتھ اس طرح چمٹی ہوتی ہے۔ کہ کوئی بیرونی دشمن اگر اس فرد کو ضرر پہنچاتا ہے۔ تو اس کا درد تمام قوم کی رگ رگ میں پھیل جاتا ہے۔ اور جس طرح ہمارے پاؤں میں کانٹا چبھے تو ہمارا ہاتھ کانٹے کو نکالنے کے لئے دوڑتا ہے۔ اسی طرح ایک فرد کے ضرر پر تمام قوم اس کے اندمال کے لئے بڑھتی ہے۔ اور دشمن کو تہس نہس کر کے رکھ دیتی ہے۔

یاد رکھنا چاہئیے کہ ہر قوم قوم کے صرف بڑے بڑے افراد سے نہیں بنتی بلکہ سب چھوٹے بڑے افراد سے بنتی ہے۔ جس طرح تمام قوم کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے بڑوں کی جان کی حفاظت کریں۔ اسی طرح ساری قوم کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے چھوٹے سے چھوٹے افراد کو بھی حوادث سے بچائیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قوم کا سب سے زیادہ فرض تو اپنے اپاہج۔ یتیم۔ بے کس۔ نادار بھائیوں کو حوادث سے بچانا ہے۔ کیونکہ بڑے تو اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں۔ مگر بیوائیں یتیم اور اپاہج ہی دوسروں کی امداد کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس لئے قوم کے ہر فرد کا فرض ہے کہ اپنے کمزور بھائی کو اتنا طاقتور بنائے کہ وہ ٹھوس چٹان کی کمزوری کا باعث نہ ہو۔

جس طرح محاصرہ کرنے والا دشمن قلعہ کے کمزور حصہ کی تلاش کرتا ہے۔ تاکہ اس راستہ سے حملہ کر کے کامیاب ہو اسی طرح شیطان بھی قوم کے کمزوروں پر پہلے حملہ آور ہوتا ہے۔ اور ان کو سبز باغ دکھاتا ہے اور ان کو قابو میں لا کر تمام قوم کی بنیاد کو ہلا دیتا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے کمزوروں کو اتنا اونچا اٹھائیں۔ اور اتنا مضبوط کریں کہ شیطان ان کو قلعہ کا کمزور حصہ سمجھ کر اپنے حملہ کی آماجگاہ نہ بنا سکے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی حدیث ہے کہ مفلسی ایمان کا خطرہ ہے۔

کاد الفقر ان یکون کفراً

پھر اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں مومنین کی صفت رحماء بینھم بتائی ہے۔ یعنی مومن آپس میں رحمدل ہوتے ہیں۔ انما المومنون اخوۃ کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ مومن مومن سے بھائی کا سا سلوک کرتا ہے مدینہ میں آمد پر انصار نے جو ایثار مہاجرین کے متعلق دکھایا۔ اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مہاجرین اپنا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر آئے تھے۔ انصار نے اپنا اپنا نصف مال اپنے مہاجر بھائی کو دے دیا۔

اس کے مقابلہ میں کفار کی صفت قرآن کریم میں یدع الیتیم اور یمنعون الماعون بتائی ہے۔ ایک کافر ہی یتیم کو جھڑک سکتا ہے۔ کافر ہی اتنے تنگ دل ہوتے ہیں۔ کہ مانگنے پر بھی ذرا ذرا سی اشیاء اپنے ہمسایوں کو نہیں دیتے۔ موجودہ مغربی تہذیب کی برائیوں میں ایک بڑی برائی یہ بھی ہے۔ کہ فرد فرد نہایت خود غرض ہو گیا ہے۔ اور یہ مرض بڑھ کر قومی برائی بن گیا ہے افراد افراد کو اور اقوام اقوام کو سمو جا نگل جانا چاہتی ہیں۔

یہ درست ہے مگر کتنا افسوس ہے کہ وہ مسلمان جن کو کمال ایثار و قربانی کی تعلیم دی گئی ہے۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں جن کو اس کثرت سے ایثار و قربانی کی ہدایت کی گئی ہے آج ہم دیکھتے ہیں کہ ان میں باہم اتنا بھی ایثار و قربانی کا مادہ نہیں۔ جتنا ان افراد اور اقوام میں ہے۔ جن کو ہم کفار سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہم سے دنیاوی معاملات میں زیادہ کامیاب ہیں۔ وہ اپنے کمزوروں اور اپنے اپاہجوں کو اپنے یتیموں کو تباہ نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ ان کی پرورش اس طرح سے کرتے ہیں کہ وہی کمزور وہی اپاہج وہی یتیم ان کی ترقی کی سکیم میں قابل اور محنتی جزو بن جاتے ہیں۔ یہ کیا انقلاب زمانہ ہے یہ کیا اندھیر ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق اختیار کر کے کفار تو کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح کفر کی پشت و پناہ بن رہے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کو یہ نعمت اول میں ملی تھی۔ وہی آج اس سے بالکل محروم ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازسرنو اس نعمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور باوجود اس کے کہ احمدیوں میں بھی ابھی اس کی بہت کمی ہے پھر بھی بفضل خدا اس زمانے میں اس کے ایثار و قربانی کا جذبہ مثالی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ اس خطبہ میں بھی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا ہے۔ یہ جذبہ ابھی تک اقل حیثیت رکھتا ہے۔ بیشک احمدیہ جماعت کے افراد دوسروں سے بڑھ کر ایثار و قربانی دکھاتے ہیں۔ لیکن جسقدر وہ دکھاتے ہیں ایک الٰہی جماعت کے شایان شان نہیں ہے۔ خود غرضیوں کا مرض ابھی بڑی حد تک موجود ہے۔ ہمیں اس کی جڑ کاٹنا ہے۔ نہ صرف اپنی جماعت میں بلکہ تمام دنیا سے۔ الٰہی جماعت جیسا کہ ہم نے اس سلسلہ کے آغاز میں عرض کیا ہے۔ دوسروں کے لئے نمونہ ہوتی ہے۔ ہمیں اپنے گریبان میں منہ ڈالکر سوچنا چاہئیے کہ کیا ہم اس لحاظ سے وہ نمونہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی رضا ہے؟ کیا ہم انما المومنون اخوۃ اور رحماء بینھم کا نمونہ ہیں؟ کیا ہم اپنے یتیموں۔ اپنی بیواؤں اپنے کمزوروں کے لئے وہ جذبہ ایثار و قربانی دکھاتے ہیں جو انصار نے مہاجرین کے لئے دکھایا تھا؟ کیا ہم یدع الیتیم اور یمنعون الماعون کے گندے اور ناپاک اخلاق سے بالکل مبرا ہو چکے ہیں؟

الٰہی جماعت کا رکن کہلانا کوئی آسان نہیں ہے۔ کیا آپ نے اس پر کبھی غور کیا ہے کہ الٰہی جماعت وہ ہوتی ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ پیار کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کس جماعت کو پیار کرتا ہے۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص

یعنی اللہ تعالےٰ اس جماعت سے محبت کرتا ہے جو اس کے راستہ میں اس طرح صف باندھ کر جہاد کرتی ہے کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہے۔

سوال یہ ہے کہ آپ کے یتیم کمزور اور بیوائیں ایسی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ جو سیسہ پلائی ہوئی عمارت بن جاتی ہے۔ اگر ہو سکتے ہیں تو واقعی آپ الٰہی جماعت ہیں۔ اگر نہیں تو نہیں۔ اور نہ اللہ تعالےٰ آپ کو پیار کرتا ہے۔ پھر قربانی اور ایثار کے معنے تو بقول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ یہ ہیں

"تم دوسرے کے حق کو اس کے حق سے زیادہ ادا کرنے کی کوشش کرو۔"

لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم صرف وہ قربانی و ایثار نہیں دکھاتے۔ جو ایک اللہ تعالےٰ کی محبوب جماعت کا شیوہ ہے۔ تم ایک معمولی انسان ہو۔ ایک ایسے انسان ہو۔ جو الٰہی جماعت تو کیا کسی جماعت کا رکن ہونے کے قابل نہیں لیکن اگر تم الٹا دوسروں کا حق مارنے لگو۔ دوسروں پر ظلم کرنے لگو۔ تو سچی بات یہ ہے۔ کہ الٰہی جماعت تو کیا تم کسی انسانی جماعت کے رکن ہی نہیں۔ بلکہ تم وحشیوں کے گروہ کے رکن بھی نہیں بن سکتے۔ چوروں، ٹھگوں اور ڈاکوؤں کے گروہ کے ارکان میں بھی کچھ نہ کچھ باہم ہمدردی ہوتی ہے۔ اس لئے کم سے کم اخلاق یہ ہے کہ ہم دوسروں کا پورا حق ان کو دیں۔ لیکن ایک الٰہی جماعت کا اخلاق اس سے بلند تر ہوتا ہے اس کے ارکان دوسروں کے حق کو ان کے حق سے زیادہ ادا کرتے ہیں۔

خطبہ عید الفطر نمبر ۲

اگر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر لیں اور دنیا کو ہدایت دینے کی پوری کوشش کریں تو یہی ہمارے لئے حقیقی عید ہے

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ

یہ خطبۂ عید حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج سے اٹھائیس۲۸ برس قبل قادیان میں ارشاد فرمایا تھا جو افادہ احباب کے لئے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے

تشہد اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

مسلمانوں کی عید

عید کا دن جو مسلمانوں میں خوشی کا دن شمار کیا جاتا ہے اس کے متعلق قابل غور بات یہ ہے کہ ہم اس دن کیوں خوش ہوتے ہیں؟ یہی دن بعینہٖ اپنے تمام حالات کے ساتھ جس طرح ہم پہ آیا ہے اسی طرح ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں پہ چڑھا ہے۔ مثلاً یہ نہیں کہ ہم پہ یہ دن ٹھنڈا ہو۔ ہندوؤں پہ گرم ہو۔ یا مثلاً ہمارے لئے سورج کے چڑھنے اور اترنے میں فرق پڑ گیا ہو۔ دن رات چھوٹے بڑے ہو گئے ہوں ان میں سے کوئی فرق نہیں جس طرح ان کے لئے ہے اسی طرح ہمارے لئے ہے۔ پس جب یہ دن سب کے لئے برابر ہے تو وجہ کیا ہے کہ ہم خوش ہیں اور وہ نہیں۔ ہمارا بچہ بچہ خوش ہے۔ ہماری عورتیں خوش ہیں۔ ہمارے مرد خوش ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کے مرد اور بچے اس دن کو معمولی طریق پہ گذارتے ہیں۔ یہی حال اس دن سکھوں کا ہے۔ اور اس دن کا اثر لوگوں کے اعمال پہ حرکات و سکنات پہ کچھ بھی نہیں۔ ہمارے لئے آج کا دن جانے والی اور آنے والی کل کی نسبت اہم ہے۔ کل ہمارے بچوں اور عورتوں اور مردوں نے نئے لباس نہ پہنے تھے اور کل کے لئے بھی تیاری نہیں کریں گے مگر آج کرتے ہیں۔

ہندوؤں عیسائیوں کی عید

پھر ہم دیکھتے ہیں ہندوؤں اور عیسائیوں کی جو عیدیں ہوتی ہیں۔ ان کا ہم پہ کوئی اثر نہیں ہوتا ہندوؤں کی دیوالی ہوتی ہے اور ہولی ہوتی ہے۔ ان کا ہم پہ کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں وہی چراغ جلتے ہیں جو عام طور پہ جلا کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں وہ غریب ہندو جس کو روزانہ جلانے کے لئے بھی تیل نہ ملتا ہو دیوالی کے دن ضرور چراغ جلاتا ہے غرض مسلمانوں کی عید ہندوؤں اور عیسائیوں پہ موثر نہیں اور ہندوؤں کے تہوار مسلمانوں عیسائیوں کے لئے اثر انداز نہیں۔ اور عیسائیوں کی عید مسلمانوں اور ہندوؤں کے لئے پُر اثر نہیں۔

عید کے دن خوشی کی وجہ

لیکن سوال یہ ہے کہ خوش ہونے کی وجہ کیا ہے۔ اگر ہم اس بات پہ غور کریں تو اپنی زندگی کو اپنے تصرف کے نیچے لا سکتے ہیں۔ عید کا دن اپنے ظاہری سامانوں سے عید نہیں ہے۔ کپڑوں سے عید نہیں۔ کیونکہ کپڑے ہندو، عیسائی بھی بناتے ہیں۔ کھانوں سے عید نہیں کہ کھانے دوسرے بھی کھا سکتے ہیں اور خود مسلمان بھی دوسرے دن پکا سکتے ہیں مگر اس دن چہل پہل ہوتی ہے اگر کھانوں کپڑوں ہی سے عید ہو تو ہندوؤں۔ عیسائیوں کے لئے بھی ہو سکتی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے لئے ہے ان کے لئے نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عید کپڑوں اور کھانوں سے نہیں بلکہ کپڑے عید کے لئے ہیں۔ اور کھانے عید کے لئے ہیں۔ عید کی وجہ سے لوگ ہنستے اور بولتے ہیں جس جگہ لاش پڑی ہو وہاں اگر کوئی شخص ہنسے تو اس سے عید نہیں بن سکتی۔ اس دن عمدہ کپڑے میت والے کے گھر میں پہنو یا اچھے کھانے پکا کر بھیج دو تو ان کی عید نہیں ہو جائے گی۔ کیونکہ یہ سنت طریق ہے کہ جس دن کسی مسلمان کے گھر میں میت ہو جائے تو دوسرے مسلمان ان کے گھر میں کھانا بھیجتے ہیں کیونکہ وہ صدمہ کی وجہ سے کھانا نہیں پکا سکتے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بچے وغیرہ بھوکے رہیں۔ پس ایسی حالت میں اس گھر کے لئے عید نہیں۔ اگر کھانے پینے سے عید ہوتی تو سب کی ایک عید ہوتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سب کی نہیں ہم امرا کو دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس عموماً اتنے زائد اور اچھے کپڑے ہوتے ہیں کہ وہ عید پہ کوئی خاص اہتمام نہیں کرتے

پس معلوم ہوا کہ عید کے دن خوش ہونے کی وجہ کھانوں اور کپڑوں کے علاوہ کوئی اور چیز ہوتی ہے۔

مقصد میں کامیابی خوشی کا موجب ہے

اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ عید رمضان کے بعد آتی ہے اس لئے ہم خوش ہوتے ہیں کہ روزے ختم ہو گئے۔ اس لئے خوشی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ کس نے مجبور کیا تھا کہ روزے رکھتے نہ رکھتے۔ خدا کی طرف سے جبر کے سامان نہیں کہ فرشتے پکڑ کر کسی سے کوئی کام کرائیں۔ پس عید اس لئے بھی نہیں کہ روزے ختم ہو گئے۔ کیونکہ روزے رکھنے کے لئے کوئی جبر بھی نہ تھا۔ پس اس لئے بھی خوشی نہیں کہ ایک بوجھ اتر گیا۔ ہاں عید کے معنے یہ ہیں کہ ہمارا ایک کام اور فرض تھا ہم نے اس کو پورا کر دیا۔ لڑکا امتحان دینے جاتا ہے پاس ہو جاتا ہے خوش ہوتا ہے۔ شادی ہوتی ہے تو شادی کی غرض اولاد ہے۔ جب اولاد ہو تو انسان خوش ہوتا ہے کیونکہ عورت مرد کے ملنے کا نتیجہ اولاد ہے۔ پس اگر خوشی ہے تو اس لئے کہ کام کر لیا۔ ورنہ بہت ہیں جنہوں نے کپڑے نہیں بدلے۔ کئی ہیں جنہوں نے کھانے نہیں کھائے۔ اگر عید ہے تو اس کی کہ ہم نے اپنے فرض کو ادا کر لیا۔ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے

روزہ رکھنے والے کیوں خوش ہیں

اگر کہو کہ وہ بھی خوش ہیں جنہوں نے روزے نہیں رکھے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے کئی قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ تھوڑے سے تعلق سے بھی ایک رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور کامل مشارکت سے ہم رنگ ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک شخص کے ہاں اولاد ہو جو ہمارا دوست ہے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ دوستوں کی خوشی اپنی خوشی ہوتی ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ہم خوش ہوں تو خاموش آدمی بھی خوش ہو جاتا ہے۔ پس ان کی چونکہ اسلام کے نام میں مشارکت ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو جان کر بھی روزہ نہیں رکھتے وہ اس رسمی مشارکت کے باعث خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ لوگ جو رسماً رکھتے ہیں وہ ان رسوم کے پابند ہیں جو ماں باپ کو کرتا دیکھتے ہیں۔ اس کی مثال اس بچے کی ہے۔ جس کی ماں مر گئی۔ اور وہ اس کو سویا ہوا سمجھ کر تھپڑ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ماں بولتی کیوں نہیں۔ حالانکہ وہ ماں خاموش نہیں ہوتی بلکہ مر گئی ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو رسمی طور پہ خوش ہوتے ہیں۔ بے خبری سے خوش ہوتے ہیں۔ ورنہ یہ موقعہ ان کے لئے ماتم کا ہوتا ہے کہ فیل ہو گئے۔ جس طرح فیل شدہ طالب علم کے لئے خوش ہونے کا مقام نہیں ہوتا جیسے مُردہ ماں کے بچے کیلئے ہنسنے کا مقام نہیں ہوتا۔ اسی طرح ان لوگوں کے لئے خوشی کی جگہ نہیں جو عید مناتے ہیں۔ مگر انہوں نے اپنا مقصد پورا نہیں کیا ہوتا۔ پس عید انہی کی ہے جنہوں نے اپنے فرائض مفوضہ کو پورا کیا۔ چونکہ روزہ بھی ایک فرض ہے اس لئے مسلمان خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس فرض کو ادا کیا۔

بڑے مقاصد جن کی عید کا خاتمہ نہیں

مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا ہمارے لئے ایک فرض صرف روزوں کا رکھنا ہی تھا۔ اگر نہیں تو پھر ہمیں ان کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد جو عیدیں ہیں وہ کبھی ختم ہی نہیں ہوتیں۔ یہ عید تو ایسی ہے کہ آج آئی اور آج ہی چلی جائے گی۔ وہ عید آکر نہ جائے گی غربا اپنے کپڑے سنبھال کر رکھیں گے۔ مگر اس عید کا لباس کبھی میلا اور پرانا نہ ہوگا۔ یہ عید عارضی ہے وہ عیدیں مستقل ہوں گی۔ ہاں یہ عید اس عید کے لئے بطور نشان کے ہے جیسے دکاندار نمونہ کے طور پہ دکھاتا ہے۔ اس عید میں یقین نہیں ہوتا کہ ہم اپنے جس فرض کو ادا کر چکے ہیں وہ مقبول بھی ہوا ہے کہ نہیں۔ لیکن ان فرائض کے ادا کرنے کے بعد جو عید آتی ہے وہ یقینی ہوتی ہے اس کے بعد کوئی مصیبت نہیں۔ کوئی ننگا اور بھوکا رہنا نہیں بلکہ اگر وہ خدمتیں مقبول ہو جائیں تو ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرة اعین جزاء بما کانوا یعملون کوئی انسان نہیں جانتا کہ کون سے سامانِ راحت

اس کے لئے مہیا کئے گئے ہیں۔ اور تو اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی نہیں جانتے ... کہ ان کے لئے کون سے راحت کے سامان اللہ تعالےٰ نے مخفی رکھے ہیں۔ پھر جب انسان ان امور میں کامیاب ہوتا ہے تب اس کو حقیقی عید ملتی ہے۔ یہ عید تو ایسی ہے جیسے نمونہ اور چاشنی ہوتی ہے۔ کہ انسان کو محسوس ہو جائے کہ خوشی کی گھڑیاں کیسی ہوتی ہیں۔ جب حقیقی عید ملتی ہے تو اس کے بعد انسان کے لئے نہ بھوک ہے نہ ننگا ہونا ہے نہ کمزوری ہے نہ کوئی اور خطرہ ہے۔ پس ہمیں اس عید کو سمجھنا چاہئیے اور چاہئیے کہ اس عید کے لئے تیار ہو جائیں اگر اس کے لئے تیار نہیں تو بے سود ہے۔ فوجوں میں کرتب کرائے جاتے ہیں۔ گھوڑے پر چڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ گولی چلائی جانی سکھائی جاتی ہے ان کی غرض یہ ہے کہ سپاہی میدان میں کام کر سکے۔ اگر میدان میں کام نہ کیا جائے تو پھر کرتبوں وغیرہ کا سیکھنا بے سود ہے

ہمارے مقاصد

ہمارا مقصد کیا ہے اس کے متعلق قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مقصد دو ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلا مقصد یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضاء اور قرب اور وصل ہمیں مل جائے اگر اس مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو یہ بڑی کامیابی اور حقیقی عید ہے انسان کو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ انسان چاروں طرف سے منقطع ہو کر بیرے ہو جائیں۔ باقی باتوں پر لات ماردیں خدا کے لئے مال و جان کو قربان کریں۔ رشتہ داروں کو چھوڑ دیں۔ خیالات و وطن اولاد امیدوں اور وامنگوں کو قربان کریں تو حقیقی عید دیکھیں گے اور یہی راز ہے جو اس بیت میں بیان کیا گیا ہے فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ خدا کے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور خدا کی جنت میں داخل ہو جاؤ دوسرا مقصد بنی نوع پر شفقت ہے اس کے کئی حصے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم ان تک وہ باتیں پہنچائیں جن کے بغیر ان کی حالت موت سے بدتر ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو خدا تک پہنچائیں اور صحیح راستہ پر لے آئیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اگر ہم بھوکے کو روٹی دیتے ہیں تو اس کے ایک وقت کی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر ہدایت دیں تو وہ دونوں جہان میں کام آئے گی۔ اگر ننگے کو کپڑا دیں گے تو کچھ دیر کے لئے اس کا کچھ ستر ڈھک جائے گا۔ اگر تقویٰ کا لباس دیں اور خدا کے دین میں داخل کریں تو وہ ہمیشہ کے لئے ننگا ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔ پس خدا کے نزدیک بڑی شفقت یہ ہے کہ ہم ان کو خدا تک پہنچائیں۔ یہ شفقت کا بڑا مقام ہے۔ اگر ہم خدا کی مخلوق کا تعلق خدا سے کر دیں۔ تو حقیقی عید ہے اس کے بعد اور کوئی اور دن نہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اس سچی عید کے لئے اور ان مقاصد کے لئے کام کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی فکر کریں۔ اور دنیا کو ہدایت دینے کے لئے جدوجہد کریں۔ جب تک ساری دنیا ہدایت نہ پالے سانس نہ لیں۔ کوئی کہے مجھے کیا فائدہ ہے۔ کہ دنیا ہدایت پائے۔ تو میں کہتا ہوں اگر کوئی فائدہ نہ ہو۔ تو یہ کیا کم ہے۔ کہ ہم تمام دنیا کو ہدایت پر جمع کئے بغیر عید کو ہی نہیں دیکھ سکتے۔ جب تک لوگوں کے دکھوں کو دور نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ عید نہیں دیا کرتا۔ اگر ایک بچہ مررہا ہو۔ اور اس کے بچنے کی امید نہ ہو۔ لوگ خوش نہیں ہوتے۔ اسی طرح جب تک امید ہے۔ عید نہیں منا سکتے۔ ہاں اگر ان سے بالکل مایوسی ہو جائے۔ تو پھر لوگ سمجھ جائیں گے۔ ان کے قلوب پر مہر لگ جائے۔ تو گویا وہ مر جاتے ہیں۔ تو مرنے والوں کے بعد بھی عید ہو سکتی ہے۔ اگر ہم عید چاہتے ہیں۔ تو دنیا میں ہدایت پھیلائیں۔ خدا سے جو دور ہیں۔ ان کو قریب کریں۔ سچے راستہ پر لائیں۔ ورنہ ہمارے لئے عید نہیں۔ سچی عید خدا کے قرب میں ہے۔ اور خدا کا قرب خدا کے بندوں کو اس کے قریب کرنے سے ملتا ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے بعد جو سورج چڑھتا ہے۔ وہ غروب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ ہمارے مقاصد پورے کرے۔ ہم حقیقی عید کو دیکھیں۔ جس کے لئے یہ عیدیں بطور نشان مقرر ہوئی ہیں۔

(الفضل ۲۸ رمئی ۱۹۲۳ء)

نیّت اور عزم

کیا آپ اس نیت اور عزم کے ساتھ اپنے ہمجولی کو تبلیغ کر رہے ہیں کہ میں نے اسکو ضرور احمدیت جیسی نعمت سے آگاہ کرنا ہے۔ اور اس کے لئے آپ دن اور رات کمربستہ نظر آتے ہیں۔ اور اس فکر میں ہیں اور ہر ضروری مسئلہ جو وہ پوچھتا ہے۔ آپ اسکا تحقیقی جواب دیتے ہیں۔ اور جب دنیا سوتی ہے۔ تو آپ راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس کے ہدایت پانے کی دعائیں کرتے ہیں اس حالت میں کیا ممکن ہے کہ آپ کو ناکامی ہو؟ ہرگز نہیں۔

عید کیوں آئی؟

از مکرم عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے

ہر اک جانب صدائے الاماں ہے عید کیوں آئی؟ ندائے دل یہ انداز فغاں ہے عید کیوں آئی؟

خدایا جب یہ انداز جہاں ہے عید کیوں آئی؟

محبت کے چمن میں اہرمن کا دور دورہ ہے ابھی تک اس جہاں میں مکر و فن کا دور دورہ ہے

گلوں کا چاک دامن خوں فشاں ہے عید کیوں آئی؟

یہاں اب بھی بتوں کے کچھ پجاری پائے جاتے ہیں یہاں پر مسجدیں گرتی ہیں گھر جلوائے جاتے ہیں

یہاں مغموم گلبانگ اذاں ہے عید کیوں آئی؟

جہاں تم ہو وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے چمن والو! اٹھو سرو و سمن کی آزمائش ہے

فقط شکوہ۔ صدائے رائیگاں ہے عید کیوں آئی؟

ایک نکاح کی تقریب پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ارشادات

از مکرم قائمقام وکیل التبشیر صاحب

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۷ جون ۱۹۵۱ء کو عزیزہ محترمہ آمنہ بیگم بنت ملک خدا بخش صاحب کا نکاح پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر خان نعمت اللہ خان صاحب ولد خان محمد علم صاحب مرحوم ایم۔ بی۔ ای سکنہ ممبارہ کے ساتھ پڑھا

یہ نکاح حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے دفتر میں پڑھایا۔ عزیزہ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ محترمی ملک عطاء الرحمن صاحب مجاہد فرانس اور محترمی ملک احسان اللہ صاحب مجاہد گولڈ کوسٹ کی ہمشیرہ ہیں۔ ملک عطاء اللہ صاحب نے ولایت کے فرائض سرانجام دیئے۔ محترمی خان نعمت اللہ خان صاحب کی طرف سے حضور خود مختار تھے

حضور نے نکاح کے اعلان سے قبل فرمایا کہ "ایک ڈیڑھ ماہ قبل ملک عطاء المنان مجھ سے اس نکاح کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے آیا خدا تعالےٰ کی مشیت ہے کہ وہ فوت ہو گیا لیکن خدا کی مشیت کی مختلف وجوہ ہوتی ہیں۔ جنہیں انسان نہیں سمجھتا۔ لیکن باوجود اس صدمہ کے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ نکاح سابقہ طے شدہ تجویز کے مطابق ہو جائے۔ حیات و ممات کا سلسلہ تو انسان کے ساتھ لگا ہوا ہی ہے۔ کوئی انسان اپنی تدبیر سے اسے الگ نہیں کر سکتا۔

اسلام نے مرد چھوڑ عورتوں کو بھی سوائے خاوند کے ۳ دن سے زیادہ ماتم کی اجازت نہیں دی۔ اور مجھ سے جب اس امر کا ذکر کیا گیا۔ تو میں نے کہا کہ اس وجہ سے شادی نہیں رکنی چاہیئے اور مجھے خوشی ہے کہ فریقین نے میری بات مان لی اللہ تعالےٰ اس خوشی کی تقریب کو ہر طرح مبارک و بابرکت بنا کر اس صدمہ رسیدہ خاندان کے زخم کے اندمال کا ذریعہ بنائے۔ اور اس تعلق کو فریقین اور سلسلہ کے لئے مبارک کرے ہر خاندان کے دو نوجوان مقرب جہاد ہیں۔ اس لحاظ سے یہ لوگ سب کی دعاؤں کے بجا طور پر مستحق ہیں۔

احباب یہ سنکر بھی خوش ہوں گے کہ ملک عطاء الرحمن صاحب اور ملک احسان اللہ صاحب کو واپسی کی ہدایات جا چکی ہیں۔ اور عنقریب سفر پر روانہ ہو جائیں گے۔ خدا تعالےٰ انہیں بخیر و عافیت واپس لائے"

سیالکوٹ میں عید الفطر کی نماز

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ عید الفطر کی نماز جامع احمدیہ المعروف مسجد کبوترانوالی میں ٹھیک ۹ بجے صبح ادا کرے گی۔ احباب نوٹ فرمالیں۔ عید کی نماز اور خطبہ مکرم قاضی علی محمد صاحب خطیب پڑھائیں گے۔ نماز سے پہلے فطرانہ کا ادا کرنا ضروری ہے۔ شرح فطرانہ پورا صاع ۸/ اور نصف صاع ۴/۔ عید فنڈ ایک روپیہ ہر کمانے والے پر ادا کرنا ضروری ہے۔

جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ

نشر و اشاعت اور ہماری ذمہ داریاں

(از مکرم ڈاکٹر قاضی محمد بشیر صاحب آف کوزدوال)

(۵)

ہر احمدی اس یقین اور بصیرت سے بھرا ہوا ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تسلیم کر کے ایک بہت بڑی سعادت حاصل کی جس سعادت سے بڑے بڑے عالم اور فقیہہ محروم رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر وہ انعام کیا جس کی خواہش بعض انبیاء کو بھی تھی۔ مگر جہاں ہم پر خدائے بزرگ و برتر نے اتنا بڑا انعام کیا۔ وہاں اس انعام کے ساتھ ہم پر بہت بڑی ذمہ داریاں ڈالی گئیں۔ اور یہ ذمہ داریاں بھی کوئی نئی چیز نہیں۔ دنیا میں جب بھی کسی قوم نے اعلائے کلمۃ الحق کا بیڑا اٹھایا۔ جب بھی کوئی قوم کسی نبی کی رہنمائی میں داعی الی الحق بنی۔ جب بھی کسی قوم نے گمراہوں کو راہ راست اور خدا سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو خدا سے ملانا چاہا۔ ذمہ داریوں اور قربانیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہوا۔ انہیں ہر قربانی کی بھٹی سے گذرنا پڑا۔ تب کہیں جا کر ان کا وجود کندن بنا یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ سچائی ہے کہ دین اسلام کے غلبہ کا زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کا ہی زمانہ ہے۔ اور آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا مصداق وہی نبی ہے جسے مسیح موعودؑ کے نام سے آنا ہے۔ کون ہے جو اس سے انکار کرے۔ امت محمدیہ کے سلف صالحین کا اس پر اتفاق رہا۔ مفسرین کی تفاسیر اسی بات کی مؤید ہیں۔ اور آج جماعت احمدیہ نے اس مسیح موعودؑ کو پا بھی لیا وہی مسیح موعودؑ جو "نبی الشاعت" بھی ہے۔ وہی مسیح موعودؑ جس کے زمانہ میں مقدر تھا۔ کہ دعوت و قلم کا کام اپنے عروج پر پہنچ جائے۔ وہی خدا کا مسیح جس کا طغرائے امتیاز ہی "قلم کا جہاد" ہے۔ ہاں دنیا کے طعنوں کا نشانہ وہ اس لئے بنایا گیا۔ کہ وہ زمینی ہتھیاروں کے ساتھ نہ آیا۔ دنیا نے اس سے اس لئے روگردانی کی کہ اس نے خون کی ندیاں نہ بہادیں۔ وہ اس لئے ستایا گیا۔ کہ اس نے لوگوں کے گندے خیالات کی تائید نہ کی مگر جماعت احمدیہ نے اُسے صادق مانا۔ وسے تو یقین ہے کہ وہ نبی الشاعت تھا۔ وہ تو اس ایمان سے بہرہ ور ہے کہ آج روئے زمین پر قلمی جہاد سے اسلام کو کل ادیان پر حقیقی اور دائمی غلبہ دیا جا سکتا ہے۔ پھر اس قلمی جہاد اور اشاعت دین کی طرف سے وہ کس طرح غفلت اختیار کر سکتی ہے۔ اسلام پر وہ وقت بھی آیا جب اس کو دشمن نے تلوار سے مٹانا چاہا۔ اور مسلمان کا خون اسلام کی آبیاری کے کام آیا اور وہ وقت بھی مقدر تھا۔ جب قلم سے اسلام کو مٹایا جائے۔ اور خدا کے مسیح موعودؑ کو ایسے زمانہ کے لئے ہی مبعوث ہونا مقدر تھا۔ پس آج ہماری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ آج دنیا ایک گھر کی مانند بن چکی ہے۔ آج دشمن کے ذرائع بھی وسیع ہیں۔ دشمن کی قوت عمل ہماری رفتار کو تیز کرنے کا موجب ہونی چاہیئے۔ آج اکناف عالم میں اسلام کو ہمیں نے غالب کرنا ہے۔ میرے دوستو! خدا کے نبی ہمیشہ نہیں آیا کرتے۔ اور ہر وقت موجود نہیں رہتے مگر وہ بیج جو وہ بو جاتے ہیں۔ اس کی آبیاری ان کی قوم کے سپرد ہوتی ہے۔ وہ پودا جو نبیوں کے مقدس ہاتھوں سے لگایا جاتا ہے۔ نبی کی جماعت کے ذریعہ پروان چڑھتا ہے۔ پس اٹھو زمانہ پکار پکار کر تمہیں دعوت عمل دے رہا ہے۔ گھر گھر کو پیغام حیات دینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ ہمارے رستہ میں کانٹے بچھائے جا رہے ہیں۔ تاہم ان میں الجھ پڑیں۔ شیطان ہماری توجہ جزئیات کی طرف پھیر کر ہمیں اصل مقصد سے دور لے جانا چاہتا ہے۔ لیکن آؤ کہ ہم اس مقصد سے کبھی غافل نہ ہوں کہ ہم نے اسلام کو ادیان عالم پر غلبہ دینے کے کام کا ذمہ لیا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے ہر اس قربانی کو خوشی خوشی برداشت کریں جو اس مقصد کے حصول کے لئے طلب کی جائے۔

میرے بھائیو! یہ کام کوئی معمولی کام نہیں۔ اسلام وہ پیارا مذہب ہے۔ کہ کفار بھی یہ خواہش کرنے لگتے ہیں۔ کہ کاش ہم مسلمان ہوں۔ یہی وہ مبارک مذہب ہے۔ جس کی مضبوط بنیادیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ رکھی گئیں۔ اور آج اس مقدس وجود کے شروع کئے ہوئے کام کو دنیا میں پھیلانا اور دنیا کو اس کی حقیقت سے روشناس کرانا حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہمارا فرض ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد عظیم کے لئے ایک نبی کو مبعوث فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا ہے۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے نبی الشاعت قرار دیا ہے۔ اسلام کی اشاعت اور اظہارہ علی الادیان آپ ہی کے زمانہ میں ہونے کے لئے پیشگوئیاں ہیں۔ پھر آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے سلطان القلم رکھا ہے۔ گویا کام کی دو ہی چیزیں تھیں۔ یعنی دعوت اور قلم۔ انہیں دو سے اسلام کو دوسرے مذاہب پر غلبہ ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے بیان اور تحریر دونوں چیزیں آپ کو دی ہیں۔ اور ان دونوں سے ہی اسلام دوسرے مذاہب پر غالب ہوگا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں دو سے آپ کی جماعت نے کام لینا ہے اور انہیں ذرائع سے آپ کی جماعت کو ترقی ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ ۱۰ر جنوری ۱۹۲۰ء)

آج ہماری ترقی اور غلبہ اسلام دعوت و قلم کے ساتھ مخصوص کر دی گئی ہے۔ پس کون ہے جو اس کی اہمیت کو نہ سمجھے گو ہے جو فرض سے غافل رہے۔ احمدی کہلانے والا ہر فرد اس حقیقت کو جانتا ہے۔ لیکن کیا صرف ہمارا جاننا ہی کافی ہے۔ علم کے ساتھ جب تک عمل نہ ہو علم فائدہ نہیں دیتا۔ پس آؤ کہ ہم عملاً اس کام کو کرنے والے بنیں۔

میرے بھائیو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم میں تشریف لائے۔ اور ہم نے اسے تسلیم کیا۔ دشمن نے تو قبول نہیں کیا دشمن تو حضور کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کا مدعی نہیں۔ اگر اس طریق کو اپنانا ہے۔ تو ہم نے۔ اگر اس نور آسمان کی اقتدا کرنی ہے تو ہم نے۔ اگر اس کی شمع ہدایت کو دنیا کو دکھانا ہے تو ہم نے۔ عدو تو اس نور کو بجھانے کی کوشش ہی کرے گا۔ پس اٹھو۔ کہ ہم اس خدا کے بھیجے ہوئے رسول کی اقتدا کرتے ہوئے ان راہوں کو اختیار کریں۔ جس سے جلد دنیا پر اسلام کی شان جلوہ گر ہو۔ اور پھر آنحضرت صلعم کی حقیقی بادشاہت دنیا میں قائم ہو۔

دشمن زبان طعن دراز کرتا ہے۔ اور بشیر پر بشر اوت۔ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کو مختلف زبانوں میں الہامات ہونا قابل اعتراض ہے۔ لیکن ہمارے لئے دعوت عمل۔ دشمن اسے افترا قرار دیتا ہے۔ اور ہمارے نزدیک ہمارے خدا تعالیٰ کی بہترین تجویز برائے غلبۂ اسلام۔ آج ہم میں حضرت مسیح موعودؑ آئے۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ سے مختلف زبانوں میں کلام کیا۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا فعل اپنے اندر کوئی خاص حکمت نہیں رکھتا۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کا فعل اپنے اندر ایک لائحہ عمل تجویز نہیں کرتا۔ کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے۔ اگر آج ہم خدا تعالیٰ کے اس سلوک پر غور کریں۔ تو یہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ اے احمدی جماعت ہم نے تم میں اپنا رسول بھیجا۔ اور اس سے مختلف قوموں کی زبانوں میں کلام کیا۔ تا تم پر یہ حقیقت واضح ہو۔ کہ تمہارا دائرۂ عمل محدود نہیں۔ بلکہ بہت وسیع ہے۔ تم ہر دنیا کی بسنے والی قوم تک اسلام کو پہنچا دو۔ کیونکہ اسلام کا ادیان عالم پر غلبہ کا وقت آ پہنچا۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک قوم کی طرف نہیں بلکہ جمیع اقوام عالم کی طرف مبعوث ہوئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ خدا نے مختلف زبانوں میں کلام کر کے جماعت احمدیہ کو سبق دیا۔ کہ آج تم ہر قوم کو دعوت دو۔ تمہارا کام بہت وسیع ہے۔ اور تمہاری ذمہ داری بہت بڑی۔ یہ کام نیا نہیں۔ وہی کام ہے۔ جس کی ابتدا سید الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اور جس کا ظہور کامل حضور کی بعثت ثانیہ یعنی مسیح موعودؑ کے وقت مقدر تھا۔ پس آج اگر ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کے لگائے ہوئے پودے کو پروان چڑھائے۔ تو اُسے قربانیوں کے لئے آگے بڑھنا پڑے گا۔ اُسے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل ہو کر اشاعت اسلام کے فریضہ کو ادا کرنا ہوگا۔ تاکہ وہ اس دین کامل کو دنیا پر غالب کر سکے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس مضمون کو نہایت دلطیف رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ حضور فرماتے ہیں

"ایک زمانہ ہوتا ہے اظہار دین کا۔ اور ایک زمانہ ہوتا ہے بیج بونے کا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے شک سارے جہان کی طرف تھے۔ لیکن جیسا کہ خود قرآن کریم کے بعض دوسرے مقامات سے ثابت ہے۔ ادیان عالم پر اسلام کے غلبہ کا وقت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں مقدر تھا بلکہ خود یہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی الہاماً نازل ہوئی ہے۔ (تذکرہ صفحہ ۱۹۵) جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی زمانہ اسلام کی کامل اشاعت کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہوا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بے شک ساری دنیا کی طرف تھی۔ مگر چونکہ وہ زمانہ تکمیل اشاعت کا نہیں تھا۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں یہودیوں عیسائیوں اور مکہ کے مشرکین کے سوا اور کسی قوم کو مخاطب نہیں کیا۔ مگر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی زندگی میں ہی عربی بولنے والوں کو۔ فارسی بولنے والوں کو۔ اردو بولنے والوں کو۔ پنجابی بولنے والوں کو۔ سنسکرت بولنے والوں کو۔ اور انگریزی بولنے والوں کو مخاطب کرنا پڑا۔ بے شک یہ کمال آپ کو ظلی طور پر ہی ملا۔ مگر چونکہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے کامل ظہور کا زمانہ تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آپ پر غیر زبانوں میں بھی الہاماً نازل کرتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گو ساری دنیا کی طرف تھے۔ مگر براہ راست مقابلہ آپ کا عربی والوں سے ہوا۔ مگر مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ تبلیغ نے اپنے کمال کو پہنچنا تھا۔ اور دنیا کی ہر قوم کو آپ نے مخاطب کرنا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آپ پر مختلف زبانوں میں الہامات نازل ہوتے چنانچہ آپ پر کئی زبانوں میں الہامات ہوئے۔"

(الفضل ۵ رمئی ۱۹۴۲ء)

پس یہ امر کہ حضور کو مختلف زبانوں میں الہامات ہوئے۔ آپ کے منصب کی عظمت کو جہاں واضح کر رہا ہے۔ وہاں ہمارے دائرۂ عمل کو بھی بہت وسیع کر رہا ہے۔ اور ہمیں یہ ہدایت کر رہا ہے۔ کہ اے احمدیہ جماعت اٹھ۔ کہ زمانہ کی قومیں تیری منتظر ہیں۔ ان میں تکمیل اشاعت دین کر اور وہ کام جس کی ابتدا آنحضرت صلعم نے کی اس کو جاری رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے انتظار کیا۔ تا وہ زمانہ آ گیا جب کہ دنیا ایک گھر کی مانند ہو گئی۔ پس آج ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔ آج دنیا میں تبلیغ اور اشاعت دین کیلئے مختلف اسباب پیدا ہو گئے ہیں اور نشر و اشاعت کے اہم فریضہ کی ادائیگی کیلئے جتنے ذرائع بھی استعمال ہو سکیں۔ ہمارا فرض ہے کہ انہیں استعمال کریں۔

پس اے میرے دوستو! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

خود تحفہ گولڑویہ میں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے مختلف مواقع پر اس امر کو خوب واضح کر دیا ہے۔ کہ اسلام کی ترقی اور اشاعت اور تکمیل کے لئے دو ہی زمانے تھے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اولیٰ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جانیں قربان کر کے اس فرض کو ادا کیا۔ جوان کے ذمہ تھا۔ کہ وہ زمانہ تکمیل ہدایت کا تھا، ایک کامل قانون ہمیں دیا گیا۔ اور دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور تھا۔ اور آج وہ صحابہؓ والا مقام وہی لوگ حاصل کر سکیں گے۔ جو انہیں سا جوش عمل تکمیل اشاعت میں دکھلائیں۔ تکمیل اشاعت کا یہی زمانہ ہے۔ اور آج ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ ہم اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ یہی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ یہی اسلام کے ادیانِ عالم پر غالب ہونے کا زمانہ ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لائے ہوئے دین کی خوبیاں اکناف عالم پر ظاہر ہوں۔ اگر ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں۔ اگر ہم اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں۔ تو پھر کیا ہمارا تساہل اور ہماری غفلت قابل افسوس نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول ہم نے کیا ہے۔ دوسرے مسلمانوں نے نہیں۔ ہم نے خود یہ ذمہ داری اٹھائی۔ پس آؤ ہم اپنے تن من دھن کو نشر و اشاعت کے لئے وقف کریں۔ آؤ ہم خدا کے دین کی اشاعت کے لئے صحابہؓ سا جوش عمل پیدا کریں۔ آؤ ہم وہ کام کریں جو رہتی دنیا تک اپنی مثال آپ ہو۔ تا ہم خود زندہ رہیں۔ اور قومیں ہم سے زندگی پائیں۔ نشر و اشاعت کے ذریعہ ہی ہم دنیا پر چھا سکتے ہیں۔ اور دنیا کو اپنا مطیع کر سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلبۂ اسلام کی بشارات نہایت واضح ہیں۔ اسلام غالب ہوگا۔ اس میں کیا کلام ہے۔ لیکن کاش اس غلبہ میں ہمارا بھی کچھ حصہ ہو۔ وہ مبارک وقت آنے کو ہے۔ لیکن کتنی خوش قسمتی ہوگی۔ اگر اس وقت کو قریب تر لانے والے ہمارے ہی ہاتھ ہوں۔ دنیا اسلام سے بیگانہ ہے۔ عارضی اور مصنوعی خداؤں کی پرستش کی جا رہی ہے۔ دنیا کمیونزم۔ امپیریلزم سوشلزم۔ فاشزم اور مختلف ازمز میں تقسیم ہو رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں ایک ہی دینِ واحد یعنی اسلام پر جمع کریں۔ تا مخلوق سب عارضی سہاروں کو چھوڑ کر ایک اور حقیقی معبود کی پرستش میں لگ جائیں۔ تا دنیا میں عزت سے یاد کئے جانے والا ایک ہی مذہب ہو۔ اسلام اور سب سے اعلیٰ اور بزرگ و برتر رسول وہی ہو۔ جو سب نبیوں کا سردار ہے۔

دشمن ہمیں برا کہے تو لاکھ بار کہے۔ عدو ہم سے بیزار ہے۔ تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ مگر ہم تو اس حقیقت سے واقف ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ ہیں۔ قرآن کریم اس پر شاہد ناطق ہے۔ آیہ کریمہ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پکار پکار کر اس امر کا اعلان کر رہی ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مَنْ فَرَّقَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْمُصْطَفٰى
فَمَا عَرَفَنِيْ وَمَا رَاٰى

یہ اس لئے کہ آپ کا وہی کام ہے۔ اور اسی رسولؐ کی آپ بعثت ثانیہ ہیں۔ آپ کا کام نیا نہیں اور نہ الگ ہے۔ پس خدا کی مشیت نے چاہا۔ کہ ہر رنگ میں تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت کا حقیقی سرچشمہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی قرار پائیں۔ اسی لئے اس نے حضرت مسیح موعودؑ کے وجود کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے ایک گہرا تعلق پیدا کر دیا۔ تا سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک رؤیا اس امر پر دال ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”ایک رات میں کچھ لکھ رہا تھا۔ کہ اسی اثناء میں مجھے نیند آ گئی۔ اور میں سو گیا۔ اس وقت میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ کا چہرہ بدرِ تام کی طرح درخشاں تھا۔ آپ میرے قریب ہوئے۔ اور میں نے ایسا محسوس کیا۔ کہ آپ مجھ سے معانقہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ آپ کے چہرے سے انوار نمودار ہوئے۔ اور میرے اندر داخل ہو گئے۔ میں ان انوار کو ظاہری روشنی کی طرح پاتا تھا۔ اور یقینی طور پر سمجھتا تھا۔ کہ میں انہیں محض روحانی آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ ظاہر کی آنکھوں سے بھی دیکھ رہا ہوں۔ اور اس معانقہ کے بعد نہ ہی میں نے یہ محسوس کیا۔ کہ آپ مجھ سے الگ ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی یہ سمجھا۔ کہ آپ تشریف لے گئے ہیں۔ اس کے بعد مجھ پر الہام الٰہی کے تمام دروازے کھول دئے گئے۔“ (تذکرہ صلالہ حاشیہ)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ

”ایک طرف سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جب وہ قریب پہنچے۔ تو دونوں ایک وجود بن گئے۔ اس میں بھی یہ پیشگوئی تھی۔ کہ آئندہ اسلام کی ترقی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ وابستہ ہے۔“ (فرمودہ ۱۹۴۴ء الہامی)

پس یہ امر بالبداہت واضح ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آپس میں وہ روحانی تعلق ہے۔ جو انہیں ایک بنا رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی کام کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔ جس کی بنیاد ہیں۔ ان کے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکھی تھیں۔ پس اے میرے عزیز بھائیو! اگر ہم اس اصل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ہمارا یہی ایمان ہے۔ تو پھر خدارا غور کرو۔ کیا ہماری پیہم کوشش۔ ہماری جد و جہد۔ ہماری سعی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ظل نہ ہونی چاہیئے۔ آج فتح و نصرت کے خزانوں کے حصول کی کنجیاں ہمارے سپرد کی گئی ہیں۔ ہمارا کام اب یہی ہے۔ کہ ہم وہی صحابہ سا جوش عمل پیدا کریں۔ اشاعت دین ہمارے ہی ذمہ ہے۔ اور اگر ہم اس مقصد کے حصول میں ناکام رہے۔ اگر ہماری سعی ناقص رہی۔ اگر ہماری کوششیں اس مقام تک نہ پہنچ سکیں۔ جہاں کامرانی و کامیابی یقینی ہوتی ہے۔ تو ہم کہیں کے نہ رہیں گے۔ دنیا والے دنیا کو حاصل کر گئے۔ اور ہم دنیا تو چھوڑ چکے تھے۔ دین کے مقصد کو بھی حاصل نہ کر سکے۔ پس اے مسیح موعودؑ کے سپاہیو۔ ہمارا امام ہم سے اشاعتِ دین کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسلام ہم سے ہماری مدد کا طالب ہے۔ آؤ کہ ہم اس مقصد کے حصول کے لئے اپنی ساری کوششیں وقف کر دیں۔ آؤ کہ ہمارے پیش نظر ایک ہی مقصد ہو۔ اور وہ یہ کہ ہم کسی نہ کسی طرح اسلام کی نشر و اشاعت کر سکیں۔ آج اسلام کے حسین چہرہ کو اجاگر کرنے کا کام کوئی اور قوم نہیں کر سکتی۔ کہ مگر صرف اور صرف جماعت احمدیہ کہ یہی ازل سے مقدر تھا۔ خدا کے نوشتے اٹل ہیں۔ اور ہو کر رہتے ہیں۔ پس آؤ کہ ہم تقدیر خداوندی کو قریب لانے کے لئے اپنی کوششیں زیادہ تیز کر دیں۔ اسلام ہم سے قربانی اور جد و جہد کا تمنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے ایک مسلسل اور مستقل قربانی کا طالب ہے۔ مبارک ہے وہ جو آواز پر لبیک کہے۔ مبارک ہے وہ جو خدا کے فرمان کا فرمانبردار ہو۔ مبارک ہے وہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان کے مطابق اس مقصد کے حصول میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔ جو آپ کی بعثت کا مقصد ہے۔ دنیا نے ہماری نشر و اشاعت کی طاقت کو محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیر کوششوں کو نوازا اور انہیں درجۂ قبولیت دیا۔ مگر ضروری ہے کہ ہمارے قدم سست نہ ہوں۔ ہم ایک مرکزی نظام کی مضبوطی سے کبھی غافل نہ ہوں۔ تا ہم اپنے نشر و اشاعت کے کام کو بے انتہا وسعت سے چلا سکیں۔ اور اسے ہمہ گیر کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ لوگ اشاعت اسلام سے غافل ہیں۔ ان کے لیڈر انہیں خواب خرگوش سے جگاتے ہیں۔ مگر وہ سو جاتے ہیں۔ وہ انہیں جھنجھوڑتے ہیں۔ مگر وہ بیدار نہیں ہوتے۔ اسکی وجہ کیا ہے۔ یہی کہ خود ان کے رہنماؤں سے قوتِ عمل چھین لی گئی۔ ان کی زبانوں پر اسلام کا نام ضرور ہے۔ مگر دلوں میں نہیں۔ ان کے دل اسلام کی حقیقی مدد سے خالی ہیں۔ وہ اسلام کی بے کسی پر نوحہ ضرور کرتے ہیں۔ مگر ان کے دل سے کوئی ٹیس نہیں نکلتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی کوشش اسلام کی خاطر نہیں۔ وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ اور ہم قلیل۔ وہ سرمایہ دار ہیں۔ اور ہم غریب۔ مگر کیا وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق نہ دی کہ خدمت اسلام کریں۔ ان کی پست ہمتی اور زوال کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ آج اسلام کی اشاعت اور بقا احمدیت سے وابستہ ہے۔ اسلام پھیلے گا۔ اور صرف احمدیت کے ذریعہ۔ مسلمانوں کو لاکھ غیرتیں دلاؤ۔ مگر ناممکن ہے۔ کہ ان کو عمل کی توفیق ملے۔ لیکن یہ مانتے ہوئے کہ ہماری تعداد قلیل ہے۔ یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے دل میں اسلام کے لئے ایک درد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت دیتا ہے۔ یہ صرف اس لئے کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کو تسلیم کیا۔ اور ہم نے ان راہوں پر قدم مارنے کی کوشش کی۔ جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قدم مارے۔ ہماری تبلیغی کوششوں اور ہماری اسلامی خدمات کی تعریف میں ایک عالم رطب اللسان ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ہمیں مٹانے پر تلا ہے۔ اس کے ارادے بد ہیں۔ اور وہ جانتے ہوئے کہ اشاعت اسلام کرنے والی روئے زمین پر اگر کوئی جماعت ہے تو یہی جماعت احمدیہ۔ مگر وہ اپنے بد ارادوں سے باز نہیں آتے۔ وہ حق کی مخالفت میں شب و روز کوشاں ہیں۔ چنانچہ اخبار ”ایمان“ اپنے ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔

”قادیانیوں کی تبلیغی کوششوں کا اس سے اندازہ لگ سکتا ہے۔ کہ ان کا اس سال کا بجٹ گیارہ لاکھ روپے کا تھا۔ اس کے بالمقابل اپنا حال دیکھیئے ہم اہلسنت جن کی تعداد سات کروڑ سے کم نہ ہوگی۔ ایک بھی ایسا تبلیغی مشن نہیں رکھتے۔ جس کے مبلغوں نے اشاعتِ اسلام کے لئے کبھی ہندوستان سے باہر قدم رکھا ہو۔ کیا یہ ہمارے لئے باعث شرم نہیں کہ وہ باطل فرقے جن کے پیرو انگلیوں پر گنے جا سکتے ہوں دنیا کے گوشے گوشے میں تبلیغی مشن قائم کریں۔ قرآن مجید کے تراجم چھاپیں۔ لنڈن جیسی جگہوں میں مسجدیں بنائیں۔ اور اذانیں بلند کریں۔ مگر ہم سات کروڑ کی تعداد کے باوجود نہایت ہی بے غیرتی سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں دیکھو یہ کس قدر بے عزتی کی بات ہے۔ کہ چند ہزار قادیانی صرف یورپ کے اندر کم از کم پانچ تبلیغی مشن چلا رہے ہیں۔ جن کے مصارف کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ سالانہ سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ لیکن اس کے برخلاف ہم سات کروڑ مسلمان نام لینے کو بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے۔ کہ ہندوستان سے باہر کہیں بھی کوئی ہمارا تبلیغی مشن قائم ہے۔“

لوگوں کے دلوں میں احساس ہے۔ اور ہماری کامیابی ان کے سامنے ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ ہمیں مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ بات ہمیں مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کی تعریف اور ان کی مذمت کی پرواہ نہ کریں۔ بلکہ اپنے اس کام کی طرف پوری توجہ اور انہماک سے مشغول ہوں۔

درخواست دعا: سراج بی صاحبہ کے چچا جان ان دنوں جہلم میں بیس دن سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہیں۔ احباب دعا سے صحت فرمائیں۔

جب سے اسلام کا غلبہ دوسرے ادیان پر جلد از جلد ہو۔ ہم شانہ بشانہ ہو کر ایک بنیان مرصوص بن جائیں اور کفر کے قلعہ پر اپنی نشر و اشاعت اور تبلیغ کی توپوں سے وار کریں۔ کہ کفر دم توڑ دے اور شیطان کو اس آخری جنگ میں وہ ہزیمت ہو کہ وہ پھر سر نہ اٹھا سکے۔ آسمان پر فرشتے انتظار کر رہے ہیں۔ کہ وہ اسلام کی فتح کے دن کو دیکھیں۔ اور زمین بے تاب ہے۔ کہ وہ پھر اسلام کی حکمرانی میں آ جائے۔ قومیں پریشان حال ہیں۔ کہ انہیں کوئی پیغام امن دے۔ زمین دغا فریب۔ دھوکا اور جھوٹ سے بھر پور ہو چکی۔ ضرورت ہے۔ کہ انہیں وہ پیغام پہنچایا جائے۔ جو ان کے لئے صلح آشتی اور ہدایت کا موجب ہو۔ قومیں اس وقت کی انتظار میں تھیں۔ جو ہم نے پایا۔ اور نبیوں کو وہ وقت پانے کی خواہش تھی۔ جو ہم نے پایا۔ پس ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیئے۔ اور ہمیں اس کام کے حصول کے لئے اپنی پوری کوشش کرنی چاہیئے ہم میں سے ہر ایک کو یہ عزم کرنا چاہیئے۔ کہ ہم اس انعام کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جو انعام خدمت دین کرنے والوں کے لئے مخصوص ہے۔ آج ہم اس امانت کے رہین ہیں۔ جو ہمارے سپرد کی گئی۔ آؤ کہ ہم اس امانت کو کما حقہ ادا کریں۔ اسلام کی اشاعت ہی وہ مقصد عظیم ہے۔ جو آج انعامات کا وارث بنائے گا۔ اشاعت اسلام ہی وہ راہ ہے۔ جو ہمیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے۔ اشاعت اسلام ہی وہ کام ہے جو دنیا کے سب کاموں سے افضل و اعلیٰ اور برتر ہے اشاعت اسلام ہی وہ مقصد ہے۔ جو ہماری زندگیوں کا مقصد اولیٰ ہے۔ اشاعت اسلام ہی وہ نصب العین ہے۔ جو آج احمدیہ جماعت کا طرہ امتیاز ہے۔

پس آؤ ہم نشر و اشاعت کے کام کو اپنا لیں۔ دنیا کو اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہنے دو۔ کہ انہیں اپنے مشاغل سے فرصت نہیں۔ آج یہ نشر و اشاعت ہمارے ہی ذمہ ہے۔ ہمارے سوا اس کام کے کرنے پر کوئی قوم مستعد نہیں۔ کیونکہ وہ حقیقی روشنی سے محروم ہے۔ ہم نے وہ روشنی پائی ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم دوسروں کو اس روشنی سے حصہ دیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں۔

"دیکھو جنہوں نے انبیاء کا وقت پایا۔ انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں۔ جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں سے بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی سو ایسا ہی کئے گئے۔ جب تک کہ خدا تعالے کی طرف سے فتح کا دن آگیا۔ مسلمان بننا آسان نہیں مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔ سو اے لوگو! اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے۔ جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ کہ خدا تعالے تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو"

(فتح اسلام صفحہ ۵۱)

پس آؤ۔ ہم اپنے امام اور اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی فرزند بنیں اور اسی طرح مبلغ دین اور اشاعت دین کے لئے کوشاں ہوں۔ ہمارا دل بھی اس درد سے بے قرار ہو۔ جس درد نے مسیح موعود کو ہمیشہ بے قرار رکھا۔ چاہیئے کہ ہمارے دلوں میں وہی تڑپ ہو۔ جو تڑپ حضرت مسیح موعود کے دل میں تھی۔ چاہیئے۔ کہ وہی اضطراب ہو۔ [illegible] وہی بے قراری ہو۔ وہی سوز ہو وہی گداز ہو۔ وہی جذبہ خدمت اسلام ہو۔ وہی قلق۔ وہی غم اور وہی فکر ہو۔ جس نے ہمیشہ ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بے چین رکھا جب تک یہ نہ ہوا۔ اشاعت دین کا کام مکمل نہ ہو گا پس آؤ۔ ہم اس مقصد اور پاکیزہ مقصد کے حصول کے لئے ہمہ تن مشغول ہو جائیں۔ آؤ ہم اپنے مرکزی نشر و اشاعت کے صیغہ کو اتنا مضبوط بنا دیں۔ کہ اسلام کی فتح کے دن کو قریب سے قریب تر لا سکیں۔

ولادت

(۱) سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے نومولودہ کا نام آنسہ تجویز فرمایا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے نو مولودہ کو صالحہ اور خادمہ دین بنائے۔

خادم (سیٹھ) احمد حسین لاہور

درخواستہائے دعا

(۱) صلاح الدین صاحب شمس ایف ایس سی (میڈیکل) میں سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہو گئے۔ احباب دعا کریں کہ وہ میڈیکل کالج کے واسطے انتخاب میں لے لئے جائیں۔

(۲) میری اہلیہ کو سینہ میں درد کی تکلیف ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے کامل صحت عطا فرما دیں

(سردار محمد لاہور)

دفتر لجنہ اماء اللہ کے لئے مزید تیس ۳۰ ہزار روپے کی ضرورت

لجنہ اماء اللہ کے دفتر کے لئے جو نہایت شاندار پیمانہ پر ربوہ میں تعمیر ہو رہا ہے۔ مزید تیس ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ اس رقم کے جمع کرنے کی اجازت نظارت بیت المال سے لے لی گئی ہے۔ اگر یہ رقم فوراً اکٹھی نہ کی گئی۔ تو عمارت کو نقصان پہنچنے کا ڈر ہے۔ تمام لجنات اماء اللہ کو چاہیئے کہ جلد از جلد جو رقم ان کے ذمے ڈالی گئی ہے۔ اسے پورا کریں۔ وہ بہنیں جو ایسی جگہوں پر ہیں۔ جہاں لجنہ اماء اللہ قائم نہیں۔ وہ براہ راست اپنا وعدہ اور چندہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے نام بھجوائیں۔ یا اگر دفتر محاسب میں بھجوائیں۔ تو ساتھ نوٹ کر دیں کہ یہ چندہ دفتر لجنہ کی تعمیر کا ہے۔ امید ہے کہ بہنیں جلد از جلد اس رقم کو جمع کرنے کی کوشش کریں گی۔ تاکہ عمارت کے کام میں حرج واقع نہ ہو۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ)

جولائی ۱۹۵۱ء میں

آپ کی قیمت اخبار ختم ہے

۱۵-۱۶ جون ۱۹۵۱ء کے پرچوں میں فہرست چھپ چکی ہے۔ ہر نام کے سامنے قیمت اخبار ختم ہونے کی تاریخ بھی درج کر دی گئی ہے

جن احباب کی طرف سے قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر وصول نہ ہوئی ہو گی اُن کی خدمت میں قیمت ختم ہونے کی تاریخ سے دس دن قبل وی۔ پی روانہ کر دیا جائے گا۔ اگر پھر بھی رقم وصول نہ ہوئی۔ تو تا وصولی قیمت اخبار روک لیا جائے گا۔ اطلاعاً عرض ہے۔ آپ کا فائدہ اسی میں ہے۔ کہ قیمت اخبار سالانہ -/۲۴ روپے ششماہی ۱۳ روپے سہ ماہی -/۷ روپے بذریعہ منی آرڈر بھجوا دیں۔ وی پی کا خرچ بچ جائے گا۔ ڈاک خانہ میں وی پی پھنس گیا۔ تو پھر چار آنہ کا ٹکٹ لگا کر مطالبہ کرنا پڑتا ہے۔ اس پر بھی علم نہیں۔ کہ کتنے دنوں میں رقم یا کتنے سالوں میں وصول ہو۔ اور جب تک رقم دفتر ہذا میں نہ پہنچ جائے۔ وصول شدہ نہیں سمجھی جا سکتی۔ لہذا منی آرڈر سے رقم بھجوانا محفوظ ترین ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

محترمہ فاطمہ جناح کے ساتھ

ایک امریکی نامہ نگار نے خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح سے ملاقات کی اور مندرجہ ذیل تاثرات کا اظہار کیا:۔

"پاکستان کی خاتون اول مس فاطمہ جناح ہمیشہ سفید و سادہ لباس پہنتی ہیں۔ ایک سفید پکارڈ گاڑی میں گھومتی ہیں۔ جس دن میں نے ان سے شرف نیاز حاصل کیا۔ اسی دن انہوں نے ایک بیان جاری کیا تھا۔ جس میں انہوں نے حزب مخالف کے اخباروں پر احتساب عاید کرنے کے متعلق حکومت کے ایک اقدام پر تنقید کی تھی۔ شام ہونے سے پہلے پہلے حکومت نے اپنے احتسابی حکم میں تبدیلی پیدا کر دی۔

مس فاطمہ جناح کی بے باکانہ تنقید کی چبھن کو میں نے اسوقت محسوس کیا۔ جب کہ میں نے ان سے سوال کیا "تعجب خیز امر تو یہ ہے کہ مسٹر جناح نے جو بذات خود مذہبی آدمی نہیں تھے۔ ایک مذہبی مملکت کی بنیاد رکھی" وہ فوراً کہہ اٹھیں۔ "تھیوکریسی یا دینی مملکت سے تمہاری کیا مراد ہے؟ ہماری مملکت ایک مسلم مملکت ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ مذہبی مملکت ہے۔ اس سے مراد صرف یہی ہے کہ یہ مملکت مسلمانوں کے لئے ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری مملکت عیسائیوں کے لئے ہو یا ہندوؤں کے لئے؟"

"ہماری مملکت میں پادریوں یا ملاؤں کی حکمرانی نہیں ہے۔ ہاں اس مملکت کی تنظیم اسلامی اصولوں کے مطابق عمل میں آئی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اسلامی اصول کسی مملکت کی تنظیم کے لئے بہترین اصول ہیں"۔

میں نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میری مراد تو صرف یہ ہے کہ آپ کی حکومت اسلام کو مملکت کا سرکاری مذہب تصور کرتی ہے" "تنقید اور اعتراضات کا جو چھلا سیلاب تھا۔ وہ لبد کی بوچھاڑ کے مقابلہ میں گرما کی بوندا باندی معلوم ہوا ہے" "تلخ و ترش لہجہ میں گفتگو کرتے ہوئے مس فاطمہ جناح نے ایک قہقہہ لگایا "یہ نہ کہئے تمام حکومتیں کسی نہ کسی مذہب کو برتر تسلیم کرتی ہیں۔ امریکہ میں عیسائیت سرکاری مذہب ہے"۔ میں نے یہ کہنے کی کوشش کی کہ ان کا خیال تمام کا تمام درست نہیں ہے۔ لیکن مس فاطمہ جناح نے ایک اور قہقہہ لگایا "تم یہ حجت کر سکتے ہو۔ کہ عیسائیت سرکاری مذہب نہیں ہے۔ لیکن امریکہ نے یہاں تبلیغ کی کوشش کیوں کی؟ یہاں سینکڑوں مبلغین اور مشنریوں کو کیوں روانہ کیا گیا ہے؟"

میں نے کہا "میرا خیال ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور بالفرض یہ درست بھی ہے تو امریکی حکومت مشنریوں کی امداد نہیں کرتی"۔

مس جناح نے میری بات کو کاٹتے ہوئے کہا کہ "پھر وہی قضیہ؟ آخر وہ رقم کہاں سے آتی ہے۔ جس کے بل بوتے پر پاکستانیوں اور ہندوستانیوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تم کہو گے کہ غیر سرکاری ادارے اور افراد یہ رقم فراہم کرتے ہیں۔ بالفرض محال یہ بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیوں اس دریادلی سے کام لیتے ہیں؟ اس لئے کہ انہیں ان کے ملک کا مذہب عزیز ہے اور مجھے اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے اسی طرح اگر پاکستانیوں کو اپنے مذہب اسلام سے کشش و لگاؤ ہے۔ تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جس نیت سے امریکی شہری اپنے مذہب سے لگاؤ رکھتے ہیں وہ اس نیت سے پاکستانی بھی اپنے مذہب سے محبت کرتے ہیں"۔

میں نے مداخلت کرتے ہوئے کہا "لیکن آپ کے ملک کے نظم و نسق کی باگ ایک ہی جماعت کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ جماعت مسٹر جناح کی جماعت مسلم لیگ ہے۔ اور اگر کوئی شخص دوسری جماعت کی تشکیل کرتا ہے۔ تو اسے غدار اور غیر وفادار کے لقب سے نوازا جاتا ہے"۔

مس جناح نے نہایت صبر و سکون کے ساتھ کہا۔ "آپ کو اس ملک میں آئے ہوئے بمشکل ایک ہفتہ گزرا ہے۔ آپ ان امور کے متعلق رائے زنی کر رہے ہیں جن کا آپ کو بہت کم علم ہے۔ مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت کا نام ہے۔ اس کے علاوہ وہ کچھ اور نہیں ہے۔ اس کا تعلق کسی کلیسا یا مذہب سے نہیں ہے اور اس کی تنظیم مذہبی رہنماؤں کے ہاتھوں میں نہیں۔ مسلمان اور غیر مسلمان دونوں اسکے رکن ہو سکتے ہیں خود ہماری حکومت میں بعض ایسے لوگ ہیں۔ جو اسلام پر عامل نہیں۔ پاکستان دو وجوہات کی بناء پر اسلامی ملک ہے۔ اول یہ کہ پاکستانیوں کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے اور دوئم یہ کہ مذہب اسلام ایک مکمل معاشرتی ضبط حیات ہے"۔

میں نے کہا "کل ہی کی بات ہے کہ موتمر عالم اسلامی کی کانفرنس میں جس کے تمام اخراجات آپ کی حکومت برداشت کر رہی تھی۔ اعلان کیا گیا کہ کسی بھی مسلم مملکت پر حملہ تمام اسلامی مملکتوں پر حملہ متصور ہوگا اور یہ کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانان عالم متحد ہو جائیں۔ کیا مسٹر جناح اس بات کو پسند کرتے"*

*مس فاطمہ جناح کے چہرے پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ وہ ذرا آگے جھکیں۔ اور انتہائی شفقت آمیز لہجہ میں کہا۔ "میں یہ کیسے کہہ سکتی ہوں۔ کہ قائد اعظم اس مسئلہ کے متعلق کیا خیال رکھ سکتے"۔ وہ ایک عظیم قائد تھے۔ ان کے ذہن تک رسائی ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ لیکن جہاں تک ملاؤں کی حکومت کے سوال کا تعلق ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ وہ پاکستان میں کبھی قائم نہیں ہوگی"۔

(روزنامہ جہاد لاہور مورخہ ۱۱ رجون ۱۹۵۱ء)

درویشان قادیان اعتکاف میں

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت قادیان نے اپنے ایک تازہ خط میں اطلاع دی ہے۔ کہ اس ماہ رمضان میں قادیان کے تیئس درویشوں کو اللہ تعالیٰ نے اعتکاف بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جن میں سے گیارہ درویش مسجد مبارک میں اور بارہ مسجد اقصیٰ میں بیٹھے ہیں۔ ملک صاحب ان سب کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ ان کی یہ عبادت بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو۔ اور یہ سب بھائی رضاء الٰہی کے وارث بنیں۔ اور اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر رہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی نیک دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

اعتکاف بیٹھنے والے درویش بھائیوں کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔

مسجد مبارک

(۱) محمد یوسف صاحب گجراتی

(۲) فضل الٰہی صاحب گجراتی۔

(۳) صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

(۴) حاجی محمد الدین صاحب۔

(۵) یونس احمد صاحب اسلم

(۶) عبدالحی صاحب یادگیر۔

(۷) حافظ الٰہ دین صاحب۔

(۸) محمد ایوب صاحب

(۹) ملک صلاح الدین صاحب

(۱۰) طیب علی صاحب

(۱۱) بابا خدا بخش صاحب۔

مسجد اقصیٰ

(۱۲) ڈاکٹر عطر دین صاحب

(۱۳) ملک خیر الدین صاحب

(۱۴) میاں جان محمد صاحب۔

(۱۵) بدر الدین صاحب عامل

(۱۶) بھائی شیر محمد صاحب

(۱۷) سلطان احمد صاحب

(۱۸) منظور احمد صاحب سیالکوٹی

(۱۹) نذیر احمد صاحب شاد

(۲۰) مولوی محمد ابراہیم صاحب

(۲۱) بابا فضل احمد صاحب

(۲۲) بھایا بہادر خاں صاحب

(۲۳) شیخ محمد یعقوب صاحب

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲/۶/۵۱

مذہبی انتہا پسندوں کے خلاف ترکیہ سخت کاروائی کریگا

استنبول ۴ رجولائی۔ ترک حکام مذہبی انتہا پسندوں کی انجمن کے خلاف زیادہ سخت کاروائی کرنے کے متعلق غور کر رہے ہیں۔ اس انجمن نے ہر اس جدید چیز کے خلاف تخریبی مہم شروع کر رکھی ہے۔ جو کمال اتاترک کے عہد سے ملک میں رائج کی گئی ہے۔ متعدد اضلاع میں اتاترک کے مجسمے ٹوٹے ہوئے پائے گئے ہیں۔ اب یہ انجمن کھلے بندوں تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئی ہے۔ اسی انجمن کے ایک رکن نے انقرہ کے بڑے چوک میں اتاترک کے مجسمہ پر ہتھوڑے سے حملہ کیا۔ لیکن پولیس نے اسے اپنی حراست میں لے لیا۔ (داستار)

درخواست دعاء

ملک عزیز احمد صاحب مبلغ جاوا کئی ماہ سے گردوں میں درد کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ اگرچہ بیماری کے باوجود وہ کام کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کے لئے احباب کی خدمت میں دعاؤں کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا کامل عطا فرمائے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کے کاموں میں برکت دے۔ نیز احباب چودھری مشتاق احمد صاحب باجوہ اور مولوی محمد ابراہیم صاحب حکیم کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔